مسلمانوں کے باہمی حقوق

علامہ سید سلیمان ندویؒ

آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تشریف آوری سے پہلے عرب کا بچہ بچہ ایک دوسرے کے خون کا پیاسا اور ایک قبیلہ دوسرے قبیلہ کا دشمن تھا، ایک ایک خون کا بدلہ کئی کئی پشتوں تک جا کر لیتے تھے، اس طرح خاندانوں میں لڑائیوں کا ایک غیر منقطع سلسلہ جاری تھا اور ہر شخص اپنی جگہ پر اپنے کو ہمیشہ خطروں میں گھرا ہوا پاتا تھا اور اٹھتے بیٹھتے، سوتے جاگتے، چلتے پھرتے ہر وقت چوکنا رہتا تھا کہ کوئی اس پر حملہ نہ کر بیٹھے۔

آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے تو اپنے ساتھ خون کے رشتے سے بڑھ کر ایک اور رشتہ لائے اور وہ دین کا رشتہ تھا، جس نے مدت کے بچھڑوں کو ملا دیا، دشمنوں کو بھائی بھائی بنا دیا اور خاندانی وقبائلی یگانگی سے بڑھ کر اسلامی برادری کی یگانگی ان کے اندر پیدا کردی، جس نے اس طرح ان کی ہر قسم کی عداوتوں کا خاتمہ کر دیا اور باہمی دشمنیوں کو ان کے دلوں سے ایسا بھلا دیا، کہ وہ حقیقت میں بھائی بھائی ہو گئے، اللہ تعالیٰ نے فرمایا:﴿یاایھا الذین آمنوا اتقوا اللّٰہ حق تقتہ ولا تموتن الا وانتم مسلمون واعتصموا بحبل اللّٰہ جمیعاً ولا تفرقوا واذکروا نعمت اللّٰہ علیکم اذ کنتم اعداء فالف بین قلوبکم فاصبحتم بنعمتہ اخوانا﴾. (آل عمران:102,103)

”اے مسلمانو! خدا سے ڈرو، جیسا کہ اس سے ڈرنے کا حق ہے اور نہ تم مرو لیکن مسلمان اور خدا کی رسی سب مل کر مضبوطی سے پکڑے رہو اور ٹکڑے ٹکڑے نہ ہو اور تم اپنے اوپر اللہ کے احسان کو یاد کرو کہ تم دشمن تھے، تو اللہ نے تمہارے دلوں کو جوڑ دیا، پھر تم بھائی بھائی ہو گئے“۔

مسلمانوں کے اس باہمی میل ملاپ اور محبت کو اللہ تعالیٰ نے اپنا خاص فضل ظاہر فرمایا اور ارشاد فرمایا کہ اگر کوئی روئے زمین کا سارا خزانہ بھی لٹا دیتا تو ان دشمنوں کو باہم ملا کر ایک نہیں کر سکتا تھا:﴿والف بین قلوبھم لو انفقت ما فی الارض جمیعاً ما الفت بین قلوبھم ولکن اللّٰہ الف بینھم انہ عزیز حکیم﴾. (انفال:63)

”اور خدا نے مسلمانوں کے دل ملا دیئے، اگر تو زمین میں جو کچھ ہے سب خرچ کر دیتا، تب بھی تو ان کے دلوں کو ملا نہ سکتا، لیکن خدا نے ملا دیا، بے شک وہ (ہر مشکل پر) غالب آنے والا اور مصلحت جاننے والا ہے۔“

تو اب مسلمانوں کو یہ چاہیے کہ اللہ تعالیٰ کے اس فضل کی قدر کریں اور سب مل کر خدا کے دین کی رسی کو جوان

کی یگانگی کا اصلی رشتہ ہے مضبوط پکڑیں اور باہم اختلاف پیدا کر کے ٹکڑے ٹکڑے نہ ہو جائیں کیوں کہ اس رسی کی مضبوطی اسی وقت تک ہے جب تک سب مل کر اس کو پکڑے رہیں، فرمایا: ﴿واطیعوا اللّٰہ ورسولہ ولا تنازعوا فتفشلوا وتذهب ریحکم﴾. (انفال:46)

''اور اللہ اور رسول کا کہا مانو اور آپس میں جھگڑا نہ کرو (کہ ایسا ہوگا تو ہمت ہار و گے) اور تمہاری ہوا اکھڑ جائے گی۔''

یہی باہمی اتفاق واتحاد ملت اسلامیہ کی عمارت کا ستون ہے اور مسلمانوں کی جماعت کا شیرازہ، اس شیرازہ کے استحکام کا نتیجہ یہ ہونا چاہیے کہ مسلمانوں میں باہم الفت ومحبت ہو، اب اگر اتفاق سے ان میں اختلاف پیش آ جائے تو اس کے دور کرنے کی صورت یہ ہے کہ دونوں خدا اور رسول کے حکم کی طرف رجوع کریں: ﴿وان تنازعتم فی شيء فردوه الی اللّٰہ والرسول﴾. (نساء:59)

''تو اگر تم مسلمانوں میں کسی بات میں جھگڑا ہو تو اس کو اللہ اور رسول کی طرف لوٹا دو۔''

اگر یہ جھگڑے بڑھتے بڑھتے جنگ تک پہنچ جائیں تو مسلمانوں کا فرض ہے کہ جو فریق ظالم ہو سب مل کر اس سے لڑیں اور اس کو صلح پر مجبور کریں، اور جب وہ راضی ہو جائے تو عدل وانصاف سے ان میں صلح کرا دیں: ﴿وان طائفتن من المومنین اقتتلوا فاصلحوا بینهما فان بغت احدهما علی الاخریٰ فقاتلوا التی تبغی حتی تفيء الی امر اللّٰہ، فان فاء ت فاصلحوا بینهما بالعدل واقسطوا ان اللّٰہ یحب المقسطین انما المؤمنون اخوة فاصلحوا بین اخویکم﴾. (حجرات:10,9)

''اگر مسلمانوں کے دو گروہ لڑ پڑیں تو ان میں صلح کرا دو، پھر اگر ایک دوسرے پر ظلم کرے، تو ظلم کرنے والے سے لڑو، یہاں تک کہ وہ خدا کے حکم کی طرف رجوع ہو، تو اگر وہ رجوع کر لے تو ان میں عدل کے ساتھ صلح کرا دو، انصاف کرو، خدا منصفوں کو دوست رکھتا ہے، مومن تو آپس میں بھائی ہی ہیں تو اپنے دونوں بھائیوں کے درمیان صلح کرا دو۔''

آیت کے اخیر ٹکڑے نے بتایا کہ باہم مسلمانوں میں بھائی بھائی کا رشتہ ہے، یہ رشتہ جنگ وخونریزی کے بعد بھی نہیں کٹتا، انہی آیتوں کے تحت میں وہ حدیث ہے جس میں آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "انصر اخاك ظالماً اومظلوماً۔" (بخاری، مظالم)

''تم اپنے بھائی کی مدد کرو، خواہ وہ ظالم ہو یا مظلوم''۔

صحابہؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ! اگر وہ مظلوم ہو تو اس کی مدد کی جاسکتی ہے، لیکن اگر وہ ظالم ہو تو اس کی مدد کیوں کر کی جائے؟ فرمایا اس طرح کہ اس کے ہاتھوں کو ظلم سے روکا جائے۔

کیسا ہی بڑے سے بڑا کافر اور سخت سے سخت دشمن ہو، جس وقت اس نے کلمہ شہادت پڑھا اور شریعت اسلامی کو قبول کیا وہ دفعۃً ہمارا مذہبی بھائی ہوگیا، خدا نے فرمایا:﴿فان تابوا واقاموا الصلوٰة واتوا الزکوٰة فاخوانکم فی الدین﴾. (توبہ:11)

''تو اگر یہ کافر (کفر سے) توبہ کرلیں اور نماز کھڑی کریں اور زکوٰۃ دیں تو وہ تمہارے مذہبی بھائی ہیں۔''

غلام بھی اگر کلمہ پڑھ کر مسلمان ہو جائے تو وہ اسلام کے رشتہ میں داخل ہوگیا، اگر اس کے باپ کا نام ونسب نہیں معلوم تو کوئی حرج نہیں، وہ دین کے رشتہ سے ہر مسلمان کا بھائی ہے، فرمایا:﴿ فان لم تعلموا آباء ھم فاخوانکم فی الدین ومواليكم﴾. (احزاب:5)

''تو اگر تم ان کے باپوں کے نام نہ جانو تو وہ تمہارے دینی بھائی ہیں اور علاقہ مند۔''

ایک مسلمان کسی مسلمان کو قتل کردے، تب بھی اللہ تعالیٰ نے مقتول کے رشتہ داروں کو قاتل کا بھائی قرار دے کر اس کے جذبۂ رحم کی تحریک فرمائی ہے، ارشاد ہوتا ہے:﴿ فمن عفی له من اخيه شيء﴾. (بقرہ:187)

''تو اگر قاتل کو اس کے بھائی کی طرف سے کچھ معاف کردیا جائے۔''

ایک مسلمان پر دوسرے مسلمان کی غیبت حرام ہے، کیوں کہ:﴿ایحب احدکم ان یاکل لحم اخیه میتاً﴾. (حجرات:12)

''کیا تم میں کوئی پسند کرے گا کہ وہ اپنے مردہ بھائی کا گوشت کھائے۔''

یتیموں کے مال کی دیکھ بھال اور خوبی سے اس کا انتظام کرنا، متولیوں کا فرض ہے اور اگر وہ ان کو اپنے اندر شامل کرکے نیک نیتی کے ساتھ ان کو اپنے کنبہ کا جزو بنالیں اور ملا جلا کر خرچ کریں، تو یہ بھی درست ہے، کیوں کہ یہ ان کے بھائی ہیں، جن کی خیر خواہی ان کا فرض ہے، فرمایا:﴿وان تخالطوهم فاخوانکم﴾. (بقرہ:220)

''اور اگر تم ان کو اپنے میں ملالو تو یہ بھی جائز ہے، کیوں کہ وہ تمہارے بھائی ہیں۔''

ایک مسلمان بھائی کا دوسرے مسلمان بھائی پر یہ بھی حق ہے کہ وہ ایک دوسرے کے حق میں دعائے خیر کریں، وہ یوں کہتے ہیں:﴿ربنا اغفرلنا ولاخواننا الذين سبقونا بالايمان﴾. (حشر:10)

''اے ہمارے پروردگار! ہم کو اور ہمارے ان بھائیوں کو، جو ہم سے پہلے ایمان لائے، معاف کر۔''

ایک مسلمان کے دل میں دوسرے مسلمان کی طرف سے کینہ ہونا ایسی برائی ہے، جس کے دور کرنے کے لیے خدا سے گڑگڑا کر دعا مانگنی چاہیے اور کہنا چاہیے:﴿ولاتجعل فی قلوبنا غلاً للذين آمنوا ربنا انك رؤف رحيم﴾. (حشر:10)

''اور ہمارے دلوں میں مسلمانوں کی طرف سے کینہ مت رہنے دے، اے ہمارے پروردگار! تو مہربان، رحم والا ہے۔''

مسلمانوں کی یہ صفت ہے کہ باہم وہ ایک دوسرے سے رحم وشفقت کے ساتھ پیش آتے ہیں، خدا نے مدح فرمائی: ﴿رحماء بینھم﴾. (فتح:29) ''وہ (مسلمان) آپس میں رحم وشفقت رکھتے ہیں۔''

مسلمان کی یہ صفت ہونی چاہیے کہ وہ دوسرے مسلمان سے جھک کر ملے اور نرمی کا برتاؤ کرے۔

﴿اذلة علی المؤمنین﴾. (مائدہ:54)

''مسلمانوں سے جھکنے اور نرمی کرنے والے۔''

مسلمانوں کی اس باہمی اخوت ومحبت اور مہربانی کی مزید تشریح اور تاکید محمد رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی زبان فیض ترجمان سے یوں فرمائی ہے: ''مسلمانوں کو باہم ایک دوسرے پر رحم کرنے، محبت کرنے اور شفقت کرنے میں جسم انسانی کی طرح دیکھو گے کہ اس کے ایک عضو میں بھی تکلیف ہو تو بدن کے سارے اعضا بخار اور بے خوابی میں مبتلا ہو جاتے ہیں۔'' صحیح مسلم کی ایک روایت میں ہے کہ فرمایا ''سارے مسلمان مل کر ایک آدمی کے مثل ہیں کہ اگر اس کی آنکھ بھی دکھے تو سارا بدن دکھ محسوس کرتا ہے اور اگر سر میں درد ہو تو پورا جسم تکلیف میں ہوتا ہے۔'' مقصود یہ ہے کہ امت مسلمہ ایک جسم ہے اور اس کے سارے افراد اس کے اعضا ہیں، بدن کے ایک عضو میں بھی اگر کوئی تکلیف یا دکھ درد ہو تو سارے اعضا اس تکلیف کو محسوس کرتے ہیں اور اس دکھ درد میں شریک ہوتے ہیں، یہی مسلمانوں کا حال ہونا چاہیے کہ ان میں سے ایک کو بھی تکلیف ہو تو سارے مسلمانوں کو وہ تکلیف محسوس ہونی چاہیے۔

ایک دوسری تمثیل میں آپ نے ارشاد فرمایا کہ ''مسلمان باہم ایک دوسرے سے مل کر اس طرح مضبوط ہوتے ہیں جیسے دیوار کہ اس کے ایک حصہ سے اس کا دوسرا حصہ مضبوط ہوتا ہے۔'' بخاری میں ہے کہ یہ کہہ کر آپ نے ایک ہاتھ کی انگلیوں کو دوسرے ہاتھ کی انگلیوں میں ڈال کر دکھایا کہ کیسے ایک حصہ سے دوسرا حصہ مضبوط ہوتا ہے۔ اس تمثیل میں آپ نے یہ ارشاد فرمایا کہ جس طرح دیوار کی ایک اینٹ دوسری اینٹ سے مل کر مضبوط ہو کر ناقابل تسخیر حصن وحصار بن جاتی ہے، اسی طرح جماعت اسلامیہ ایک قلعہ ہے، جس کی ایک ایک اینٹ ایک ایک مسلمان ہے، یہ قلعہ اسی وقت تک محفوظ ہے جب تک اس کی ایک اینٹ دوسری اینٹ سے ملی ہوئی ہے، جب یہ اینٹ اپنی جگہ سے کھسک جائے گی تو پوری دیوار دھم سے زمین پر آ جائے گی۔

ایک اور موقع پر ارشاد ہوا کہ ''ہر مسلمان دوسرے مسلمان کا بھائی ہے نہ وہ اس پر ظلم کرے نہ اس کو بے مدد چھوڑے اور نہ اس کی تحقیر کرے، انسان کے لیے یہ برائی کیا کم ہے، کہ وہ اپنے مسلمان بھائی کی تحقیر کرے، مسلمان کا ہر حصہ دوسرے مسلمان پر حرام ہے اس کا خون، اس کا مال اس کی آبرو۔'' یہ صحیح مسلم کی روایت ہے۔ ابوداود میں ہے کہ

فرمایا: ''مسلمان مسلمان کا بھائی ہے، تو وہ نہ اس پر ظلم کرے اور نہ اس کو اس کے دشمن کے حوالے کرے، جو کوئی اپنے بھائی کی ضرورت پوری کرنے میں رہے گا تو خدا اس کی ضرورت پوری کرے گا اور جو کوئی کسی مسلمان کی تنگی کو دور کرے گا تو خدا اس کے بدلہ قیامت میں اس کی تنگی کو دور فرمائے گا اور جو کسی مسلمان کی پردہ پوشی کرے گا تو اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کا پردہ رکھے گا۔''

ابوداود کی دوسری روایت میں ہے کہ فرمایا ''جو کسی مسلمان کی دنیاوی تکلیفوں میں سے کوئی تکلیف دور کرے گا تو اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کی تکلیفوں میں سے کسی تکلیف کو دور کرے گا اور جو کسی تنگ دست پر آسانی کرے گا تو اللہ تعالیٰ دنیا اور آخرت میں اس پر آسانی کرے گا اور جو کسی مسلمان کا پردہ رکھے گا تو اللہ تعالیٰ دنیا اور آخرت میں اس کا پردہ رکھے گا، اللہ تعالیٰ اپنے بندہ کی مدد میں رہتا ہے جب تک وہ بندہ اپنے بھائی کی مدد میں لگا رہتا ہے۔'' فرمایا ''مسلمان وہ ہے جس کے ہاتھ اور زبان سے مسلمان بچے رہیں۔'' یہ صحیح بخاری کی ایک روایت میں ہے، دوسری میں ہے کہ لوگوں نے دریافت کیا کہ یا رسول اللہ! سب سے اچھا مسلمان کون ہے؟ فرمایا ''جس کے ہاتھ اور زبان سے مسلمان بچے رہیں۔'' یعنی جو مسلمان اپنے ہاتھ اور زبان سے کسی دوسرے مسلمان کو تکلیف نہیں پہنچاتا وہی سب سے بہتر مسلمان ہے۔

جریر بن عبداللہ بجلی، جو ایک مشہور صحابی ہیں، کہتے ہیں کہ ''میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے تین باتوں پر بیعت کی، نماز قائم رکھنا، زکوٰۃ دینا اور ہر مسلمان کی خیر خواہی کرنا''۔ کئی روایتوں میں ہے کہ آپ نے فرمایا: ''مسلمان کو گالی دینا خدا کی نافرمانی (فسوق) ہے اور اس سے لڑنا (قتال) خدا کا انکار (کفر) ہے''۔ یہ اس لیے کہ اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں میں باہم برادری اور صلح وآشتی کا حکم دیا ہے، اب جو اس کے خلاف کرتا ہے وہ خدا کے حکم کو نہیں مانتا اور یہ ایک معنی میں خدا کا انکار ہی ہے، چناں چہ اسی لیے قرآن پاک میں مسلمان کے ناحق اور بالارادہ قتل کرنے کی سزا وہی رکھی ہے جو کافروں کے لیے مخصوص ہے، فرمایا ''کسی مسلمان کو سزاوار نہیں کہ وہ دوسرے مسلمان کو قتل کرے، الا یہ کہ غلطی سے ایسا ہو جائے۔''

﴿ومن یقتل مومناً متعمداً فجزاؤہ جہنم خلداً فیہا وغضب اللہ علیہ ولعنہ واعدلہ عذاباً عظیماً﴾. (نساء:93)

''اور جو کوئی کسی مسلمان کو قصداً قتل کرے گا، تو اس کا بدلہ دوزخ ہے وہ اس میں پڑا رہے گا اور خدا اس پر خفا ہوا اور لعنت کی اور اس کے لیے بڑا عذاب تیار کیا۔''

حجۃ الوداع کے نہایت اہم خطبہ میں آپ نے پہلے لوگوں کو چپ کرایا، پھر فرمایا: ''دیکھو! میرے بعد کافر نہ ہو جانا کہ ایک دوسرے کی گردن مارنے لگو'' اور ایک موقع پر فرمایا کہ ''جو ہم پر ہتھیار اٹھائے وہ ہم مسلمانوں میں سے نہیں۔''

جان تو بڑی چیز ہے، کسی مسلمان کی آبرو کے پیچھے پڑنا بھی بڑا گناہ ہے، فرمایا ''سب سے بڑا ربا کسی مسلمان کی آبرو کی طرف بے سبب ہاتھ بڑھانا ہے''۔ اگر کوئی مسلمان کسی ایسے مخمصہ میں گرفتار ہو جس میں اس کی آبرو جانے کا ڈر ہو تو ہر مسلمان کا فرض ہے کہ اس کے بچانے کی کوشش کرے، ارشاد ہوا ''جو کوئی کسی مسلمان کو کسی ایسے موقع پر بے مدد چھوڑے گا، جس میں اس کی عزت پر حرف آتا ہو اور اس کی آبرو جاتی ہو تو خدا بھی اس کو ایسی جگہ بے مدد چھوڑ دے گا اور جو کوئی کسی مسلمان کی ایسے موقع پر مدد کرے گا تو خدا بھی اس کی ایسے موقع پر مدد فرمائے گا۔''

اگر دو مسلمانوں میں کسی ناراضی کے سبب سے بول چال بند ہو جائے تو آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تین روز سے زیادہ ایسا کرنے سے منع فرمایا، ارشاد ہوا کہ ''کسی مسلمان کے لیے جائز نہیں کہ وہ تین دن سے زیادہ اپنے بھائی کو چھوڑ دے، ملاقات ہو تو وہ اِدھر منہ پھیر لے اور یہ اُدھر منہ پھیر لے اور ان دونوں میں بہتر وہ ہے کہ جو پہلے سلام کی ابتدا کرے۔'' ایک اور طریقہ سے یہ روایت ہے کہ آپ نے فرمایا ''آپس میں کینہ نہ رکھو، حسد نہ کرو اور ایک دوسرے کو پیٹھ پیچھے برا نہ کہو، اے خدا کے بندو! بھائی بھائی ہو جاؤ اور کسی مسلمان کے لیے حلال نہیں کہ وہ اپنے بھائی سے تین دن سے زیادہ بولنا چالنا چھوڑ دے۔''

ایک مسلمان کے لیے اس کی عزت و آبرو سے بڑھ کر معاملہ اس کے ایمان کا ہے، قرآن نے کہا کہ جب تم کو کوئی اپنے اظہار اسلام کے لیے سلام کرے تو اس کو یہ نہ کہو کہ تو مسلمان نہیں: ﴿ولا تقولوا لمن القیٰ الیکم السلم لست مومناً﴾. (النساء:94)

''اس کو جو تمہاری طرف سلامتی کا کلمہ ڈالے، یہ نہ کہو کہ تو مومن نہیں۔''

مقصد یہ کہ جو کوئی اپنے کو مسلمان کہے یا وہ مسلمان ہونے کا دعویٰ کرے، کسی مسلمان کو یہ حق نہیں پہنچتا کہ وہ کہے کہ تم مسلمان نہیں۔ ایک لڑائی میں ایک صحابی نے ایک کافر کو زد میں پا کر حملہ کیا، اس نے فوراً کلمہ پڑھ دیا، مگر اس پر بھی ان صحابی نے اس کو قتل ہی کر دیا، یہ خبر آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچی، آپ نے ان کو بلا کر دریافت کیا، انہوں نے عرض کی، یارسول اللہ! اس نے صرف ڈر سے کلمہ پڑھا تھا، آپ نے کس بلیغ انداز میں فرمایا ''تو اس کے ''لا الٰــه الا الله'' کے ساتھ کیا کرو گے'' ایک روایت میں ہے کہ فرمایا'' کیا تم نے اس کا سینہ چیر کر دیکھ لیا تھا؟''

ایک دفعہ ارشاد ہوا ''مومن کو لعنت کرنا یا اس پر کفر کی تہمت رکھنا اس کے قتل کے برابر ہے۔'' یہ بھی فرمایا کہ ''جو کوئی اپنے بھائی کو ''اے کافر'' کہے تو وہ کفر دو میں سے ایک پر لوٹے گا۔'' یعنی اگر وہ درحقیقت کافر نہ تھا تو اس نے ایک مسلمان کو کافر کہا اور یہ خود ایک درجہ کا کفر ہے۔

جان، ایمان اور آبرو کے بعد مال کا درجہ ہے، ارشاد ہوا کہ ''جو کوئی قسم کھا کر کسی مسلمان کا حق مارے گا تو خدا اس کے لیے دوزخ واجب ''اور جنت حرام کرے گا'' ایک شخص نے عرض کی یا رسول اللہ! اگر کوئی معمولی سی چیز ہو تب بھی ''فرمایا درخت کی ایک شاخ ہی کیوں نہ ہو''

فرمایا ''ہر مسلمان پر اس کے مسلمان بھائی کے پانچ حق ہیں، سلام کا جواب دینا، اس کے چھینکنے پر ''خدا تم پر رحمت کرے'' کہنا، اس کی دعوت قبول کرنا، بیمار ہو تو عیادت کرنا اور مر جائے تو اس کے جنازہ کے ساتھ چلنا'' یعنی یہ کم سے کم حقوق ہیں، جن سے دو مسلمانوں کے درمیان خوش خلقی اور حسن تعلق کا اندازہ ہوتا ہے، ارشاد ہوا کہ ''جب کوئی مسلمان اپنے بیمار بھائی کی عیادت کو جاتا ہے تو وہ جب تک واپس نہ ہو جنت کی روش پر ہوتا ہے۔

''حضرت ابو ہریرہؓ کہتے ہیں کہ آپ نے فرمایا کہ ''جو کوئی ایمان واخلاص کے ساتھ کسی مسلمان کے جنازہ کے پیچھے چلتا ہے، یہاں تک کہ اس کی نماز جنازہ پڑھتا ہے اور اس کے دفن سے فراغت پاتا ہے، تو اس کو ثواب کی دو رتی (قیراط) ملتی ہے، جن میں سے ہر رتی احد کے پہاڑ کے برابر ہوگی۔'' یعنی یہ رتی دنیاوی پیمانہ کے حساب سے نہ ہوگی، بلکہ اس پیمانہ سے ہوگی جس کا ایک ذرا اپنی بڑائی میں پہاڑ کا حکم رکھتا ہے۔

یہ تمام حقوق جن کی جزئیات کا احاطہ نہیں ہو سکتا اس برادرانہ الفت ومحبت کے فروغ میں ہیں جن کے بغیر کسی مومن کا ایمان کامل نہیں ہوتا، اسی لیے آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اسلام کا کلمہ پڑھنے والوں کو خطاب کر کے ارشاد فرمایا کہ ''تم میں سے کوئی کامل مومن نہ ہوگا جب تک وہ اپنے بھائی کے لیے وہی نہ چاہے جو وہ اپنے لیے چاہتا ہے۔'' الغرض ملت اسلامیہ کی جماعت کا ہر رکن دوسرے کے ساتھ ایسی محبت کرے جیسی وہ خود اپنے ساتھ کرتا ہے، اس کا نفع اپنا نفع اور اس کا نقصان اپنا نقصان سمجھے، ابوداود میں ہے کہ آپ نے فرمایا'' مسلمان مسلمان کا آئینہ ہے اور مسلمان مسلمان کا بھائی ہے اس کے نقصان کو دور کرتا ہے اور اس کے پیچھے میں اس کی حفاظت کرتا ہے۔''

دیکھیے کہ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلمانوں کی عمارت کیسی مستحکم بنیادوں پر قائم فرمائی تھی، اگر آج بھی ان ہدایتوں پر عمل کیا جائے تو اس عمارت کی دیواریں ایسی شکستہ نہ رہیں، جیسی آج ہیں، ہر جماعت انہیں اصولوں پر دنیا میں بنی ہے اور آئندہ بھی بنے گی۔

☆☆..........☆☆